بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۹۴۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

بجز جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۶/۳۱	۱۵ صفر ۱۳۹۷ھ ۴ تبلیغ ۱۳۵۶ ہش ۴ فروری ۱۹۷۷ء	نمبر ۲۹

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے

آپ ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقدِ ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بیجا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

"وہ انسانِ کامل جو آفتابِ روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۰)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا نبی صرف حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(اربعین حصہ اوّل صفحہ ۳)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۴ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

کل بعد دوپہر سے معدہ میں سوزش اور گھٹنوں کی تکلیف ہو گئی نیز ضعفِ دماغ کی تکلیف بھی ہے

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۴ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

بے چینی اور ضعف کی تکلیف ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کے مبارک اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

میری والدہ صاحبہ (اہلیہ حضرت مولانا بقاپوری صاحبؓ) کو دل کا شدید دورہ پڑ گیا تھا اب خدا کے فضل سے آرام ہے مگر اعصابی کمزوری بہت ہے۔ احبابِ جماعت صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔

(ڈاکٹر محمد اسحٰق بقاپوری)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شادی کی بابرکت تقاریب

(۱) بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۷۷ء مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ ان کا نکاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ جنوری ۱۹۷۷ء کو محترمہ صاحبزادی امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب ربوہ سے پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ بعد نماز عصر محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی کوٹھی واقع دار الصدر میں منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم حافظ قاری محمد عاشق صاحب نے کی۔ بعد ازاں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اوّل) نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم کے چند اشعار پڑھ کر سنائے جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی۔

۲ فروری کو بعد نماز ظہر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی کوٹھی واقع محلہ دار الصدر میں مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی دعوتِ ولیمہ ہوئی جس میں دیگر بزرگانِ سلسلہ و احبابِ جماعت کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہِ شفقت شمولیت فرمائی اور دعا کرائی۔

(۲) ۲۲ جنوری ۱۹۷۷ء کو محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب (ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) کی صاحبزادی محترمہ امۃ الودود صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ جنوری ۱۹۷۷ء کو مکرم مظفر احمد خان صاحب ابن محترم خواص خان صاحب مرحوم آف پشاور سے پڑھا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ جنوری کو ہی بعد نماز عشاء مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کے ہاں تشریف لے جا کر رخصتی کی دعا کرائی۔ وہیں سے اگلے روز بارات پشاور روانہ ہو گئی۔

احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شادی کی یہ دونوں تقاریب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور انہیں مثمر بہ ثمراتِ حسنہ کرے۔ آمین

پبلشر:۔ مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا عبد الماجد دریا آبادی مرحوم

ضمیر کی آزادی اور حق گوئی و بیباکی کی چند روشن مثالیں

۶ر جنوری ۱۹۷۷ء کو بالآخر ہفت روزہ "صدقِ جدید" لکھنؤ کے مدیر شہیر مولانا عبد الماجد دریا آبادی وفات پا گئے، انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اس طرح وہ بزرگ صحافی، وہ صاحب طرز ادیب، وہ صاف گو عالم اور وہ بلند پایہ مصنّف جس کا دامن تعصّب کے داغ سے پاک تھا اور جو مصلحت کیشی کے اس مخصوص دور میں زندگی بسر کرنے کے باوجود عدل و انصاف، رواداری اور حق گوئی و بیباکی میں ایک مثال تھا اس دُنیا سے اُٹھ گیا۔

نیک شہرت اور ہر دلعزیزی

مولانا عبد الماجد مرحوم برّ صغیر ہندوستان و پاکستان کی اُن گنی چُنی ہستیوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور گوناگوں اوصاف کے بَل پر ہندوستان اور پاکستان کے ادبی، صحافتی اور علمی حلقوں میں اپنے مخصوص اور جداگانہ مسلک کے باوجود ادب و احترام اور ہر دلعزیزی کا ایک خاص مقام حاصل کیا اور پھر اس حال میں کہ ان کی "سچی باتوں" سے لبسا اوقات بیگانے ہی نہیں اپنے بھی خفا ہو جایا کرتے تھے اور ان سے اکثر ناخوش رہتے تھے، انہوں نے عدل پروری، صلح جوئی اور صداقت شعاری کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس کے باوجود نہ صرف یہ کہ ان کی نیک شہرت اور ہر دلعزیزی میں فرق نہیں آیا بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات ہندوستان اور پاکستان میں بلا تفریق و امتیاز سب کے لئے غم و اندوہ کا موجب ہوئی ہے۔ اخبارات نے ان کی وفات پر گہرے غم و الم کا اظہار کیا ہے اور آجکل اخبارات و رسائل میں ان کے ذکرِ خیر پر مشتمل مضامین شائع ہو رہے ہیں۔

سب سے بڑی خوبی

مرحوم کی سب سے بڑی خوبی جس نے انہیں اپنے ہم عصر ادیبوں، صحافیوں اور مذہبی عالموں میں ممیز و ممتاز کر دکھایا تھا ان کی بے تعصبی، رواداری اور حق گوئی و بیباکی تھی۔ جس بات کو انہوں نے حق سمجھا اس امر کی پرواہ کئے بغیر کہ دُنیا والے اسے سُننے کے لئے تیار ہیں یا نہیں وہ زندگی بھر کمال جرأت اور بیباکی و بے خوفی سے اس کا اعلان کرتے رہے۔ لوگوں کی لعن طعن اور ملامت انہیں اس کے برملا اظہار سے باز نہ رکھ سکی۔ انہوں نے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ حق گوئی مصلحت کا شکار ہو کر رہ گئی تھی اور اچھے اچھوں نے مُنہ میں گھنگھنیاں ڈال کر چپ سادھ رکھی تھی، ضمیر فروشی سے بکلی مجتنب رہتے ہوئے وہی کہا جسے سچ سمجھا اور پھر زندگی بھر ڈنکے کی چوٹ اسے دہراتے چلے گئے۔

طوفانی سمندر میں مضبوط چٹان

مولانا دریا آبادی مرحوم تکفیر بین المسلمین کے شدید مخالف تھے اور اسے مسلمانوں کی یکجہتی اور ملّی فلاح کے لئے سمِّ قاتل تصوّر کرتے تھے۔ وہ احمدیوں کے ساتھ بعض عقائد میں اختلاف کے باوجود علیٰ وجہ البصیرت اس امر کے قائل تھے کہ کسی لحاظ سے بھی احمدیوں کو خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وہ محض قومی یکجہتی اور ملّی فلاح کے پیشِ نظر ہی اس کے قائل نہ تھے بلکہ اُن کے اس نظریہ کی بنیاد محکم دلائل و شواہد پر تھی۔ اس لئے وہ ایک طوفانی سمندر میں مضبوط چٹان کی طرح اپنے اس نظریہ پر آخر دم تک قائم رہے اور کلمۂ حق بلند کرنے سے کبھی نہیں ہچکچائے۔ پھر جماعتِ احمدیہ اطراف و جوانبِ عالم میں جو عظیم الشان اسلامی خدمات سر انجام دے رہی ہے اس کے بھی وہ دل سے قائل و معترف تھے اور اکثر اپنے اخبار "صدقِ جدید" میں اس کا بہت احسن پیرائے میں ذکر کرتے رہتے تھے۔ بعض متعصب لوگ ان کی اس حق گوئی اور بیباکی پر معترض بھی ہوئے لیکن ان اعتراضوں کا انہوں نے کبھی کوئی اثر قبول نہیں کیا بلکہ ان اعتراضوں کے علی الرغم وہ جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے رہے اور خراجِ تحسین پیش کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ ہم ان کے ذکرِ خیر کے طور پر ان کی حق گوئی و بیباکی کی چند مثالیں ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

"احمدی بہرحال کلمہ گو ہیں"

اگست ۱۹۳۱ء میں جب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور بزرگ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی معرکہ آراء تصنیف "سیرۃ خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم حصّہ دوم" طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی تو علمی حلقوں نے اسے بہت عظیم الشان خدمت قرار دیا اور مسلم زعماء نے اس پر خاص خوشنودی اور مسرّت کا اظہار کیا۔ ان میں مولانا سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر سر محمد اقبال، سیٹھ عبد اللہ ہارون صاحب، مولوی الف دین صاحب ایڈووکیٹ، سر سکندر حیات خاں اور نواب اکبر یار جنگ بہادر کے علاوہ مولانا عبد الماجد دریا آبادی بھی شامل تھے۔ آپ نے اس گراں بہا تصنیف پر اپنے اخبار "سچ" میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"سیرۃ خاتم النّبیّین حصّہ دوم بہت مفصّل و مشرّح ہے اور اس میں علاوہ واقعات تاریخی کے مسائل کا حصّہ بھی کثرت سے آ گیا ہے۔ قانون ازدواج و طلاق، غلامی، تعددِ ازدواج، جہاد وغیرہ کے مباحث خصوصاً مفصّل ہیں اور انگریزی خوان نوجوانوں کے حق میں مفید۔ معجزات پر بھی شافی بحث ہے ... اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان مسائل پر بحث کرتے وقت مصنّف کا قلب تحقیقات فرنگ سے مرعوب و دہشت زدہ نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ بدقسمتی سے اکثر متکلمینِ حال کا حال ہے ... سرورِ کائنات کی ذاتِ پُر جمال تو وہ ہے جس نے خدا معلوم کتنے بیگانوں تک کے دلوں کو موہ لیا ہے۔ اہلِ قادیان تو بہرحال کلمہ گو ہیں ان کے کسی مصوّر کے قلم نے اگر اس حسین و جمیل کی ایسی دلکش تصویر تیار کر دی ہے تو اس پر حیرت بے محل ہے۔"

"غیر مدلّل اور عجیب مطالبہ"

۱۹۵۲ء کی بات ہے ایک صاحب عبد المجید بی۔ اے (دواخانہ نقشبندیہ امین پور بازار لائلپور مغربی پاکستان) نے مولانا عبد الماجد صاحب مدیر "صدقِ جدید" لکھنؤ کو ایک طویل خط لکھا جس میں ان سے گِلہ کیا کہ وہ علماء کے متفقہ فیصلہ کے برخلاف "قادیانیوں" کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج تصوّر نہیں کرتے اور ان کی اسلامی خدمات کے گُن گاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ مولانا علماء کی متفقہ رائے کا احترام کرتے ہوئے اس بارہ میں اَور کچھ نہیں تو خاموشی اختیار کر لیں اور یہ کہ خدمتِ دین کے اَور بہت سے طریقے ہیں اُنہیں میں مشغول رہنا انسب ہے۔

مولانا موصوف نے ان کا یہ طویل خط "صدقِ جدید" بابت ۱۲ر ستمبر ۱۹۵۲ء میں من وعن نقل کر کے اس کا بہت تفصیلی جواب شائع فرمایا اُس میں آپ نے احمدیوں کے خلاف علماء کے فتویٰ کفر کو غیر مدلّل اور غیر تسلی بخش قرار دیتے ہوئے رقم فرمایا:۔

"دین کی خدمت ہمیشہ وقت کی اکثریت ہی کا ساتھ دینے سے نہیں ہوتی کبھی اس کے برعکس دریا میں دھارے کی سیدھ پر نہیں دھارے کے خلاف بھی تیرنے سے ہوتی ہے۔ اکابر کی تقلید معاملاتِ دین میں یقیناً ایک بڑا درجہ رکھتی ہے لیکن یہ حکم ہی صرف اکثری اور مشروط ہے، مطلق اور کلّی نہیں، فرمانروائے مطلق نے جہاں حکم اولی الامر کی اطاعت کا دیا ہے اور اس کا عطف اپنی اطاعت پر کیا ہے وہیں گنجائش فان تنازعتم فی شیءٍ کے اختلاف طبعی و عقلی کی بھی رکھ لی ہے۔ اور اس عالمِ آب و گِل میں مطاع مطلق کی حیثیت اگر رکھی ہے تو صرف رسولِ معصوم کی نہ کہ کسی بڑے سے بڑے مفسّر یا محدّث یا فقیہہ یا شیخ کی۔ عام و اکثری حالات میں بلاشک عافیت بزرگوں کے اتباع ہی میں ہے لیکن حالات ایسے بھی پیش آ سکتے اور پیش آتے رہتے ہیں جب عمل کے لئے دستور العمل کی دفعہ فردّوہ الی اللہ والرّسول کی باقی رہ جاتی ہے اور اللہ ہی کے دین کی خدمت کے لئے اللہ والوں کی ایک بڑی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنا پڑتی ہے ؎

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

گو دل ایسے ہر موقع پر برابر ڈرتا رہتا ہے اور اس کی جرأت آسانی سے ہرگز نہیں ہوتی ــــ اُمّت کی تاریخ میں اس تفرد کی مثالیں اس کثرت سے ہیں کہ یہ ذکر اگر چھڑ گیا تو اس کے لئے خود ایک مستقل مقالہ کی ضخامت درکار ہو گی۔

یہ مطالبہ اگر مکتوب نگار صاحب اپنے دل میں سوچیں تو انہیں خود کچھ عجیب سا نظر آئے گا کہ مدیر "صدق" کے نزدیک "تکفیر قادیانیہ کا فتویٰ غیر مدلّل ہو، غیر تشفی بخش ہو، پھر بھی اسے بولنے کا حق نہ تھا اسے خاموشی ہی اختیار کر لینا تھی! گویا اظہارِ حق کا حق صرف اکثریت کو حاصل ہے۔ اور جو فرد اپنے کو اسی درجہ میں حق پر سمجھتا ہے لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنوں سے ایک گزارش

۱۶ مارچ ۱۹۶۲ء کے "صدق جدید" میں مولانا نے "اپنوں سے" کے زیر عنوان ایک شذرہ سپرد قلم کیا۔ اس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا بہت اچھوتے انداز میں ذکر کرتے ہوئے رقم فرمایا:۔

"آپ کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ (قادیانی) کے باقاعدہ مبلغ کتنی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان میں مشن قائم کئے ہوئے اپنا کام کر رہے ہیں؟

۲۰۰ ———

اور ان دونوں ملکوں کے باہر جرمنی، فرانس، انگلستان، امریکہ، اسپین، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، برما، سیلون غرض یورپ، ایشیا اور افریقہ کے ۲۲ ملکوں میں کہیں ایک کہیں دو کہیں اور زیادہ کتنے پھیلے ہوئے ہیں؟

۶۸ ———

یہ اعداد و شمار اسی جماعت کے سرکاری بیان کے مطابق ہیں اور اسی بیان کے مطابق تقریباً ۵۰ مبلغ اور بھی کام کر رہے ہیں۔

بڑی مسرت ہوگی اگر اہلسنت یا جمہور ملت کے بڑے بڑے ادارے اپنے اپنے مبلغین کی تعداد سے بتفصیل علاقہ و ملک مطلع فرمائیں۔"

(صدق جدید ۱۶ مارچ ۱۹۶۲ء)

قابلِ لحاظ بلکہ قابلِ رشک

ایک صاحب (عبدالقیوم نام) نے طائف (عرب) سے مولانا کو ایک خط لکھا جس میں گلہ کیا کہ مولانا "قادیانیوں" کی اسلامی خدمات کا بہت ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں اور پھر لکھا کہ اگر آپ ان کی اسلامی خدمات اور کارناموں کا تذکرہ کرتے وقت ان کے کفر کا بھی ذکر کر دیا کریں تو پھر کسی کو گلہ نہ ہوگا۔ صدق جدید میں اس خط کے مندرجات درج کرنے کے بعد مولانا نے لکھا ہے:۔

"فرقۂ احمدیہ کی خدماتِ قرآن و اسلام اگر ایک اسلامی فرقہ کی طرف سے ہیں جیسا کہ خود اس فرقہ کا دعویٰ ہے، جب تو سبحان اللہ لیکن اگر ایک کافر و مرتد گروہ کی جانب سے ہیں جیسا کہ علماء کی اکثریت کا فتویٰ ہے، جب بھی قابل لحاظ بلکہ قابل رشک۔ اس سلسلہ میں عقائد کی بحث لے آنا قطعاً غیر متعلق ہے۔"

(صدق جدید مارچ ۱۹۶۲ء)

اپنے عمل سے درس دینے والا قابل قدر وجود

ضمیر کی آزادی اور حق گوئی و بیباکی کی آئینہ دار مولانا عبدالماجد دریا آبادی مرحوم کی تحریرات کے چند اقتباسات بطور نمونہ ہم نے یہاں درج کئے ہیں ورنہ ایسی جملہ تحریرات

کے یہ چند اقتباسات بطور نمونہ ہم نے یہاں درج کئے ہیں ورنہ ایسی جملہ تحریرات کو یکجا کیا جائے تو اگر ضخیم نہیں تو ایک مختصر کتاب ضرور مرتب ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں جبکہ دل کی بات زبان پر لانے کا حوصلہ بالعموم معدوم ہو چکا ہے مولانا مرحوم کا دم غنیمت تھا۔ وہ اپنے عمل سے اپنوں کو ضمیر کی آزادی اور حق گوئی و بیباکی کا درس دیتے رہے۔ ان کا وجود تاریکی میں ٹمٹمانے والے ایک دیئے کی مانند تھا جو اپنی بساط کے مطابق اپنے ارد گرد روشنی پھیلاتا رہا۔ اگر گردو پیش والوں نے روشنی سے استفادہ نہیں کیا تو اس میں دیئے کا کیا قصور! قصور تو ان لوگوں کا ہے جنہوں نے آنکھیں بند کئے رکھیں، تاریکی میں بھٹکتے رہے اور ہنوز بھٹک رہے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصلحت کیشی کے اس دور میں ضمیر کی آزادی اور حق گوئی و بیباکی کی درخشندہ مثال پیش کرنے والے اس قابل قدر وجود سے نرمی اور رأفت کا معاملہ فرمائے اور اس کی لغزشوں سے صرف نظر فرمائے۔ آمین

(مسعود احمد دہلوی)

محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ونیس مرحوم

(مکرم ذکریا قریشی صاحب ایڈووکیٹ۔ مردان)

۲۱ جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے چھ بجے سحر چوہدری بشیر احمد صاحب ونیس ایک طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت عطا فرمائے۔ وہ ایک نہایت پیاری اور دلکش شخصیت کے مالک تھے۔

چوہدری صاحب مرحوم لنگا ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ عرصہ تیس سال قبل وہ تلاش روزگار کے سلسلہ میں مردان آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ انہوں نے سیالکوٹ ریڈیو کارپوریشن کے نام سے دوکان کھولی اور تجارتی حلقہ میں کارکردگی، خلوص، محنت اور دیانتداری کی ایک عظیم مثال قائم کر گئے۔ انہوں نے کاروبار کے آغاز سے ہی ایک معصوم بچے عبدالہادی کو فرزندی میں لے لیا اور اسے ریڈیو کے اسرار و رموز ہی نہ سکھائے بلکہ اس کے اندر بھی خلوص، محبت اور دیانتداری اور خدمت خلق کی صفات کوٹ کوٹ کر بھر دیں۔ چوہدری صاحب مرحوم کی طویل علالت کے دوران عبدالہادی ہی ان کے کاروبار اور خانگی امور کا منتظم رہا۔ اور حسب ان کی وفات کے بعد بھی جملہ امور اسی کے ہاتھ میں رہیں گے۔

میرے تعلقات چوہدری صاحب مرحوم سے کوئی ۲۲ سال سے قائم تھے اور مجھے ان کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کا بہت زیادہ موقعہ ملا۔ ۱۹۶۶ میں میرے مالی حالات بہت مخدوش تھے اور میرے بڑے لڑکے نعیم احمد کی پیدائش کے دن قریب تھے۔ اس کی پیدائش کے کافی عرصہ بعد عبدالہادی کی زبانی اس راز کا انکشاف ہوا کہ ان دنوں چوہدری صاحب کی مالی حالت بھی بہت کمزور تھی مگر انہوں نے اپنی ضروریات کو نظر انداز کر کے پچاس روپے الگ رکھ چھوڑے تھے کہ نہ جانے ذکریا کو کسی وقت پیسوں کی ضرورت پڑ جائے۔ انہوں نے اپنی اہلیہ کو بھی منع کر دیا کہ اس رقم میں سے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے چاہے وہ کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں جب میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں چوہدری صاحب کی خدمت میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوا کہ وہ آ کر بچے کے کانوں میں اذان دیں وہ اسی وقت روانہ ہو گئے اور بچے کے کانوں میں اذان دینے کے بعد اس پر پچاس روپے رکھ دئے۔ میں نے بہت کہا سنا مگر وہ نہ مانے اور یہی کہتے رہے کہ یہ میں نے بچے کو دئے ہیں۔ آپکو نہیں۔ مجبوراً ان کے اصرار پر یہ رقم لینی ہی پڑی۔ ایک عرصہ کے بعد عبدالہادی کی زبانی یہ راز کھلا تو پتہ چلا کہ انہوں نے میری پریشانی اور تکلیف کے وقت امداد بھی کی تو ایسے حسن کے ساتھ کہ عزت نفس کو ٹھیس بھی نہ لگنے دی۔

چوہدری صاحب مرحوم نہایت صابر شاکر انسان تھے سلسلہ کی روایات کے نہایت سختی سے پابند تھے وہ علالت سے قبل بہت عرصہ تک جماعت مردان کے نائب امیر بھی رہے اور اس حیثیت میں بھی انہوں نے نمایاں کام سرانجام دیا

چوہدری صاحب کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ اور چار بچے جن میں دو ابھی بہت ہی کمسن ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی بیوہ بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

قائدین کرام توجہ فرمائیں

جن مجالس کے قائدین نے بجٹ خدام یا اطفال ابھی تک تشخیص کر کے مرکز کو نہیں بھجوائے وہ منظوری بجٹ ۶۶-۱۹۶۵ء کے لئے بجٹ تشخیص کر کے جلد مرکز میں بھجوائیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

قائدین یکم فروری ۱۹۶۶ء سے سات فروری تک ہفتہ وصولی منانے کے بعد مرکز کو رپورٹ بھی ضرور بھجوائیں۔۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ اقلیت میں ہے اس لئے اسے اکثریت پر ترجیح کا بھی حق نہیں! اور اس پر لازم کہ اگر وہ بے چون وچرا اطاعت نہیں کرتا تو کم از کم خاموش رہے خواہ اس میں اسے ضمیر و دیانت کا گلا ہی گھونٹ دینا پڑے! --- اکثریت کی یہ نازک مزاجی مکتوب نگار خود غور کریں کہ کس حد تک معقول ہے!

کاش ان کے وہ نازک کہ گراں میری غزل آئی!

اور بعد مختلف فرقوں اور نامور افراد کے خلاف علماء کے متفقہ فتوے درج کرنے اور ان فتووں کے حشر پر روشنی ڈالنے کے بعد آخر میں لکھا:

"جن حضرات نے دین کے تحفظ کی خاطر اخلاص نیت سے کفر کے فتوے دیئے ہیں یقیناً وہ عنداللہ ماجور ہوں گے لیکن دوسرے بھی شاید معذور ہیں جنہوں نے اپنی فہم و بصیرت کے موافق اس قطع و برید و عمل اخراج کو امت کے حق میں زہر سمجھا ہے (اور انہی میں مولانا محمد علی اور شوکت علی اور خود قائد اعظم سے لے کر آپ کے صوبہ کے مہر صاحب اور سالک صاحب شامل ہیں) انہیں بھی اخلاص اسلامی اور درد ملی سے معذور سمجھ لیا جائے۔"

("صدق جدید" لکھنؤ بابت ۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء)

ناقابل فراموش اسلامی خدمات

گھانا (مغربی افریقہ) کے مشہور انگریزی ہفت روزہ اخبار "گنی ٹائمز" کی ۲۰ مارچ ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں جو پین فورڈ (JOE PANFORD) نامی ایک عیسائی کا اسلام کے خلاف ایک دل آزار مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں مضمون نگار نے بیانی کے ساتھ طہارت کو گندہ اور گھناؤنا طریق قرار دے کر اسلام اور مسلمانوں پر ناروا حملے کئے تھے۔ جب یہ مضمون احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول کماسی (گھانا مغربی افریقہ) کے وائس پرنسپل مکرم مسعود احمد صاحب ایم۔اے کی نظر سے گزرا تو انہوں نے فوراً ہی اس کا مدلل اور شافی جواب انگریزی زبان میں رقم کر کے "گنی ٹائمز" کو ارسال کر دیا جسے اس نے اپنے اگلے شمارہ بابت ۲۷ مارچ ۱۹۵۸ء کے پرچہ میں شائع کر دیا۔ اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ اسلام کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط فہمی کا فی الفور ازالہ ہو گیا۔ جب "گنی ٹائمز" میں اسلام کے خلاف عیسائی کا مضمون اور اس سے اگلے ہی شمارہ میں اس کا مستند حوالوں کے ذریعہ مدلل اور شافی جواب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی نظر سے گزرا تو آپ مغربی افریقہ کے دور افتادہ علاقہ میں جماعت احمدیہ کی اس اسلامی خدمت پر تڑپ اٹھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اخبار میں "ایک دفاعی خدمت" کے زیر عنوان ایک شذرہ شائع کیا جس میں اس واقعہ کا ذکر کر کے جماعت احمدیہ کی اس خدمت کو دل کھول کر سراہا۔ آپ نے لکھا:-

"گھانا مغربی افریقہ کا ایک ہفتہ وار "گنی ٹائمز" (GUINEA TIMES) ہے۔ اس کا ۲۷ مارچ ۱۹۵۸ء کا ایک تراشہ ڈاک سے موصول ہوا ہے جس میں پرچہ کے خصوصی نامہ نگار جو پین فورڈ کا ایک بیہودہ سا شذرہ اس مضمون کا درج ہے کہ اسلام کی خوبیاں اپنی جگہ مسلم و قابل داد ہیں لیکن اس میں یہ کیا گندہ اور گھناؤنا طریقہ آبدست لینے کا بجائے کاغذ کے پانی سے رکھا گیا ہے۔

.....لیکن اس تکلیف دہ شذرہ کا جواب بھی، دل کو یہ دیکھ کر کیسی خوشی ہوتی کہ پہلے ہی ہفتہ ۲۷ مارچ کے پرچہ میں نکل گیا کہ اس اسلامی تعلیم میں گندگی کا کوئی ذرا سا پہلو نہیں بلکہ فلاں فلاں ڈاکٹروں کی مستند طبی کتاب "TROPICAL HYGIENE" میں فلاں عبارت موجود ہے جس میں صراحت سے پانی کو بجائے کاغذ کے پسند کیا گیا ہے۔

یہ شافی مدلل جواب ایک احمدی (قادیانی) مسعود احمد وائس پرنسپل احمدیہ کالج کماسی کے قلم سے ہے۔ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرتے وقت آخر اس کی ان ساری خدمات کو کیسے نظر انداز کر دیا جائے۔ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو بھی تو ایک حکیمانہ عادلانہ ہی قول ہے۔"

(ہفت روزہ "صدق جدید" لکھنؤ ۱۱ جولائی ۱۹۵۸ء)

جوش دینی اور جرأت ایمانی

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے برادر اکبر محترم جناب ذوالفقار علی خان گوہر بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بہت ممتاز عہدوں پر فائز رہ کر اسلام کی بہت اہم اور گرانقدر خدمات بجا لاتے رہے۔ ۲۶ فروری ۱۹۵۴ء بروز جمعۃ المبارک ان کا لاہور میں انتقال ہوا۔ ان کی وفات کی خبر ملنے پر مولانا عبدالماجد دریابادی نے ایک شذرہ میں ان کے جوش دینی اور جرأت ایمانی کو سراہتے ہوئے رقم فرمایا:-

"لکھنؤ اور کانپور کے اردو روزناموں سے اطلاع ملی ہے کہ ذوالفقار علی خان گوہر بی۔اے نے لاہور میں ۲۶ فروری (جمعہ) کی شام کو انتقال کیا۔ داغ کے شاگرد تھے اور خود بھی گو بہت کم کہتے تھے لیکن اچھا کہہ لیتے تھے۔ مشہور و معروف علی برادران کے بڑے بھائی تھے۔ شوکت علی سے بھی اور محمد علی سے تو بہت بڑے۔ محمد علی سے پوری محبت ان کے آخری وقت تک قائم رہی۔

ایک قادیانی کے حق میں کیا کہا جاسکتا ہے؟ کلمہ خیر تو شاید ایک ہندو، ایک سکھ، ایک مسیحی کے حق میں گوارا بھی ہو جائے لیکن ایک "قادیانی" کے حق میں کیسے زبان پر لایا جائے۔ "دل پھر طواف کوئے ملامت کو جائے ہے" کے ماتحت ایک چھوٹا سا واقعہ آپ بیتی کی قسم کا تو ہمت کر کے عرض کر ہی دیا جاتا ہے۔

مئی ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے کہ مولانا محمد علی کی منجھلی صاحبزادی کا عقد دہلی میں تھا۔ اس تقریب میں یہ بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک روز دوپہر کی تنہائی میں دو معزز مہمانوں نے مسائل اسلامی پر کچھ طنز و تمسخر شروع کیا۔ دونوں بیرسٹر تھے اور لامذہب نہیں بلکہ اچھے خاصے مسلمان (اور ایک صاحب ماشاء اللہ ابھی موجود ہیں) مخاطب "سچ" (سابق صدق) کا ایڈیٹر تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ بھی بول سکے ایک اور صاحب نے جو اس وسیع کمرے کے کسی گوشہ میں لیٹے ہوئے تھے کڑک کر ایک ایک اعتراض کا جواب دینا شروع کر دیا اور وہ جوابات اتنے کافی بلکہ شافی نکلے کہ مخاطب اصلی کو بولنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ یہ نصرت اسلام میں تقریر کر ڈالنے والے بھی ذوالفقار علی خان تھے۔ اس جوش دینی، حرارت ایمانی رکھنے والے سے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی اور رأفت ہی کا معاملہ فرمائیں اور اس کی لغزشوں کو سرے سے درگزر فرمائیں۔"

("صدق جدید" لکھنؤ بحوالہ روزنامہ "ملت" لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء)

سوچنے کی بات

مولانا نے تبلیغ اسلام کے ضمن میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ۱۲ جون ۱۹۵۹ء کے "صدق جدید" میں تحریر فرمایا:-

"مشرقی پنجاب کی خبر ہے کہ اچاریہ ونوبھاوے جب پیدل دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں۔ یہ وفد قادیان کی جماعت احمدیہ کا تھا۔ خبر ہے کہ ان سطور کے راقم پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریاباد میں قیام کرتے ہوئے گئے لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ نہ اپنے کو نہ اپنے کسی ہم مسلک کو، ندوی، دیوبندی تبلیغی جماعتوں میں سے۔

آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقع اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل جاتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔"

("صدق جدید" لکھنؤ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء)

فعالیت اور تبلیغی جوش

اور ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء کو مولانا نے "ہنرش نیز بگو" کے زیر عنوان جماعت احمدیہ کی فعالیت اور تبلیغی جوش و سرگرمی کی کیفیت کی طرف بہت ہی لطیف پیرایہ میں اشارہ کرتے ہوئے رقم فرمایا:-

"اکبر کا ایک ظریفانہ شعر تحریک موالات کے زمانہ شباب میں ۱۹۲۰ء کا کہا ہوا ہے:-

صاحب میں سب برائی لیکن وہ خوب جوکس
گاندھی میں سب بھلائی لیکن وہ محض بے بس

موقع کچھ اس وقت بھی ایسے ہی شعر پڑھنے کا ہے۔ "قادیانیوں" کے سارے عیب ایک طرف اور فعالیت اور تبلیغی جوش و سرگرمی کا ایک ہنر دوسری طرف تو بھاری یہی دوسرا پلہ نکلے گا۔"

("صدق جدید" ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھنڈی توری

(محترم جناب ملک غلام احمد صاحب عطاء ۔ ناظر زراعت)

بھنڈی توری موسم گرما کی ایک مقبول سبزی ہے۔ غذائی اہمیت کے لحاظ سے یہ سبزی بہت اہم ہے کیونکہ اس میں حیاتین اے۔ بی۔ سی اور معدنی نمکیات لوہا، چونا، آیوڈین اور فاسفورس کافی مقدار میں موجود ہیں۔ بھنڈی کو خشک کر کے رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اسے ڈبوں میں بند کر کے غیر ممالک کو برآمد کیا جاتا ہے اور یہ زرِ مبادلہ کمانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

آب و ہوا اور وقت کاشت

بھنڈی کی بہترین نشو و نما کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا درکار ہے۔ اس کا بیج اُگنے کے لئے کم از کم درجہ حرارت ۲۲ درجہ سینٹی گریڈ ہونا چاہیئے لیکن بیج کا بہترین اُگاؤ ۳۰ درجہ حرارت سینٹی گریڈ پر ہوتا ہے۔

پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقوں میں اگیتی فصل وسط فروری سے مارچ کے اخیر تک بوئی جاتی ہے۔ یہ فصل اگست ستمبر تک پھل دیتی ہے۔ اس کی پچھیتی کاشت ماہ جون میں کی جاتی ہے جس کو اگست سے نومبر تک برداشت کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر اگیتی فصل زیادہ پیداوار دیتی ہے اس لئے زیادہ آمدنی کا باعث ہوتی ہے۔

زمین کی تیاری اور طریقہ کاشت

اس فصل کی بہترین نشو و نما کے لئے زرخیز میرا زمین جو سیم زدہ نہ ہو درکار ہے۔ کاشت سے قبل تین چار سو من گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈال کر ہل چلایا جائے اس کے بعد زمین کو پانی لگا دیا جائے۔ وتر آنے پر کھیت میں ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی ڈال کر مزید تین چار ہل اور سہاگہ دے کر مٹی کو اچھی طرح نرم اور باریک کر لیں اور بھنڈی کا بیج کاشت کرنے کے لئے کھیت میں تین تین فٹ پر پٹڑیاں بنا دیں۔ پٹڑیوں کے دونوں کناروں پر آدھ انچ گہری لکیریں نکال کر ان میں بھنڈی کا بیج گرا دیں اور اس کو مٹی سے ڈھانپ دیں۔ اگیتی کاشت (وسط فروری) میں زمین کا درجہ حرارت کم ہونے کے سبب بیج کم اُگتا ہے اس لئے ۱۰-۱۲ سیر بیج استعمال کریں۔ لیکن ماہ مارچ میں جب کہ درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے ۵-۶ سیر بیج سے ہی اُگاؤ اچھا ہو جاتا ہے۔ بیج کو بونے سے قبل اگر ۸-۱۰ گھنٹے پانی میں بھگو لیا جائے تو روئیدگی بہت اچھی ہو جاتی ہے۔

بیج بونے کے بعد آبپاشی کر دیں لیکن یہ خیال رہے کہ پانی پٹڑیوں پر نہ چڑھنے پائے ورنہ کرنڈ ہو جانے کی وجہ سے بیج نہیں اُگتا۔ جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جائیں تو ۸-۱۱ انچ کے فاصلہ پر تندرست پودے رکھ کر باقی پودے نکال دیئے جائیں۔

آبپاشی و گوڈی

بھنڈی کی صحیح نشو و نما اور زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے فصل کو ہر ۹-۱۰ دن کے بعد آبپاشی کرتے رہیں۔ شروع میں آبپاشی ہلکی ہونی چاہیئے بعد میں چونکہ بھنڈی کی جڑیں زمین میں گہری چلی جاتی ہیں اس لئے بھاری آبپاشی دی جانی چاہیئے۔ بارش کی صورت میں آبپاشی نہیں کرنی چاہیئے یا اس کا وقفہ بڑھا دینا چاہیئے۔

کھیت سے جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے کے لئے حسب ضرورت ۲-۳ بار گوڈی کریں اور ساتھ ہی پودوں پر مٹی چڑھاتے رہیں۔

مصنوعی کھاد

جب پودوں میں پھول نکلنے شروع ہوں تو دو بوری امونیم سلفیٹ یا ایک بوری یوریا پودوں کی جڑوں کے نزدیک ڈال کر پانی لگا دیں۔ بعد میں ہر ۳-۴ چنائیوں کے بعد ایک بوری امونیم سلفیٹ یا نصف بوری یوریا فی ایکڑ ڈالتے رہیں۔ ایسا کرنے سے پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

برداشت

بیج بونے کے ۴۵-۵۰ دن بعد اگیتی اقسام کا پھل اُترنا شروع ہو جاتا ہے اور موسم اور زمین کی زرخیزی کے صحیح رہنے پر ۵-۶ ماہ تک پھل اُترتا رہتا ہے۔ پھل کی چنائی ہر دو تین روز کے بعد ہوتی رہنی چاہیئے تاکہ پھل زیادہ سخت نہ ہونے پائے۔ گرمیوں میں چونکہ سخت گرمی اور لُو سے پھل مرجھانے کا ڈر ہوتا ہے اس لئے پھل کو سایہ دار ٹھنڈی جگہ پر ڈھیر کرنا چاہیئے اور گیلے ٹاٹ سے ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے۔ منڈی بھیجنے کیلئے بھی منڈی کے دور ہونے کی صورت میں پانی میں بھگوئی ہوئی بوریاں پھل بھرنے کے لئے استعمال کی جائیں۔ تاکہ یہ تازہ حالت میں منڈی میں پہنچ سکیں۔

بھنڈی پر نقصان دہ اہم کیڑے اور ان کا تدارک

چور کیڑا

موسم بہار کے شروع میں جب کہ بھنڈی کے پودے چھوٹے ہوتے ہیں یہ کیڑا ان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کی سنڈیاں دن کے وقت مٹی کے اندر چھپی رہتی ہیں اور رات کے وقت چھوٹے پودوں کو زمین کے برابر سے کاٹ دیتی ہیں۔ اس کیڑے کے حملہ کی صورت میں ایلڈرین یا بی۔ ایچ۔ سی ½ پونڈ اصل زہر فی ایکڑ ۵-۲ سیر برادے یا چوکر میں ملا کر بطور طعمہ استعمال کریں۔ کھیت کے مختلف حصوں میں اس طعمہ کو اس طرح پھیلائیں کہ یہ پودوں کے نزدیک ہو۔ تاکہ کیڑا آسانی سے اس تک پہنچ سکے۔ نیز اسے شام کے وقت پھیلائیں لیکن یہ خیال رہے کہ پودوں کے اوپر ہرگز نہ چڑھے۔

چست تیلہ

بھنڈی کی فصل کو یہ تیلہ پتوں سے رس چوس کر بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کا حملہ جون، جولائی کے مہینوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے حملہ کی ابتداء سے ہی پودوں پر میلا تھیان ایک پونڈ اصل زہر فی ایکڑ ۵۰-۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ لیکن پھل تیار ہونے کی صورت میں ایسا زہر استعمال کریں جس کا اثر جلدی زائل ہو جاتا ہو۔ اس سلسلہ میں ویپونا (Vepona) اور نوگاس (Nogas)۔ مینازون (Menazon Sofos)۔ برومافوس (Bromaphos Nexion) زہروں کا اثر جلد زائل ہو جاتا ہے۔ ان زہروں کی مقدار فی ایکڑ نصف تا ۱½ پاؤنڈ ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ ان زہروں سے سپرے شدہ سبزیات کو دو تین دن کے اندر اندر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اہم بیماری

بھنڈی کی ایک اہم بیماری جڑوں کا اکھیڑا ہے۔ اس بیماری سے فصل کو کافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ بیماری زیر زمین جڑوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ جس سے جڑیں زمین سے پانی اور غذائی اجزاء حاصل نہیں کر سکتیں اور پودے سوکھ جاتے ہیں عام طور پر اس حملہ کا اثر جون جولائی میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے جس زمین میں یہ بیماری ظاہر ہو وہاں اگلے تین چار سالوں میں بھنڈی کی کاشت نہیں کرنی چاہیئے۔ اگیتی کاشت شدہ فصل کو پچھیتی کاشتہ فصل کے مقابلہ میں یہ بیماری زیادہ لگتی ہے۔ اسلئے موسم کے ہیر پھیر اور فصل کو مناسب مقدار میں نائٹروجن اور فاسفورس کی کھادیں زیادہ کر کے اس میں کسی حد تک کمی لائی جا سکتی ہے۔

ضروری نوٹ:-

سبزیوں کی حفاظت کے لئے کلورین سے تیار کردہ کرم کش مرکبات استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ عام طور پر ان مرکبات کی سمیت زیادہ ہوتی ہے جو پودوں، حیوانوں اور انسانوں کے لئے مضر صحت ہے۔ اس زمرے میں بی۔ ایچ۔ سی۔ ڈی ڈی ٹی۔ انڈرین۔ ڈائی ایلڈرین وغیرہ آتے ہیں۔ بعض فاسفورس سے تیار کردہ مرکبات کی سمیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ ان کو بھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ میتھائل پیراتھیان (Methyl Parathion)۔ ڈائی میکران (Di-meeron) - گوساتھیان (Gusathion) فوسڈرین (Phosdrin) قسم کے مرکبات پاکستان میں خاص طور پر سبزیوں پر سپرے کرنے کے لئے موزوں نہیں۔ پارے (Mercury) سے تیار کردہ پھپھوند کش مرکبات مثلاً اگروسان (Agrosan) اور سیراسان بھی استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔

شفتل اور برسیم سے ہونے والے اپھارہ سے جانور منٹوں میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس مہلک اپھارہ اور دیگر امراض سے جانوروں کی حفاظت کا رسالہ
۱۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ [illegible] مفت حاصل کریں۔
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
ربوہ فون [illegible]

دانتوں کی حفاظت کا رسالہ
۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیے
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
ربوہ فون [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعتہائے احمدیہ بھارت کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی قراردادِ تعزیت

نقل ریزولیوشن ۱۰ - غ م / ۲۳-۱-۷۷ء

"صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان و امیر جماعتہائے احمدیہ بھارت کی وفات پر دلی صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل بہت قدیمی اور مخلص اور ممتاز خادم سلسلہ تھے۔ اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ قادیان میں دینی تعلیم کے حصول کے بعد انہوں نے سلسلہ کی خدمت کا آغاز کیا اور آخر دم تک نہایت اخلاص، جانفشانی اور جرأت کے ساتھ مفوضہ فرائض ادا کرتے رہے۔ وہ لمبے عرصہ تک مدرس مدرسہ احمدیہ، ناظم دارالقضاء، جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان اور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ رہے۔ زمانۂ درویشی میں وہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان اور امیر جماعتہائے احمدیہ بھارت کی ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہے۔ بہت جرأت مند اور معاملہ فہم، اطاعت گزار اور صائب الرائے بزرگ تھے۔ مشکل سے مشکل اوقات میں بھی بڑی بامردی اور جرأت کا ثبوت دیتے رہے۔ سلسلہ کی راہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ہر ایک سے محبت کرنے والے اور ہمدردی سے پیش آنے والے تھے۔ بہت سے مبلغین کرام کو ان سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ صدر انجمن احمدیہ ان کی شاندار مجاہدانہ خدمت کو ریکارڈ کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

(محمد دین صدر۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۷ر جنوری کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید انجمن احمدیہ کے بیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے جماعت کو مالی وجانی قربانیوں کے میدان میں آگے ہی آگے قدم بڑھانے کی تحریک فرمائی ہے۔

دفتر ہذا کی طرف سے فارم وعدہ جات (بالغان و اطفال) جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے گزشتہ سال کی نسبت معقول اضافہ کے ساتھ وعدہ جات چندہ وقفِ جدید لکھوائیں۔ یاد رہے کہ مجلس شوریٰ ۱۹۷۶ء کی سفارش کے مطابق اب چندہ وقفِ جدید کی شرح کم از کم مبلغ -/۱۲ روپے فی کس ہے۔

صاحبِ ثروت مخیر بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ مبلغ -/۱۰۰ روپے یا -/۵۰۰ روپے یا -/۱۰۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم پیش کر کے وقفِ جدید کے معاونین خصوصی میں شمولیت فرمائیں۔ بچوں کی طرف سے نام بنام علیحدہ چندہ لکھوانا چاہیئے تاکہ انہیں باقاعدہ دفتر اطفال میں شامل کیا جا سکے۔

عہدیداران جماعت خاص توجہ فرمائیں۔ (ناظم مال وقف جدید)

درخواستِ دُعاء

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم ادریس احمد صاحب ایم۔ ایس سی نے حال ہی میں بطور لیکچرار فزکس ملازمت شروع کی ہے۔ احباب سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کے لئے اس ملازمت کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنا دے۔ آمین

صدیق احمد منور
انچارج احمدیہ مسلم مشن ماریشس

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

وعدہ کنندگان کے لئے یہ لازمی چندہ ہے!

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ جو غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ یہ ایک طوعی چندہ تھا۔ جس میں اسلام کا درد رکھنے والے مخلصین نے پورے جوش اور ولولہ اور دلی تڑپ کے ماتحت وعدے لکھوائے تھے۔ جب آپ نے اس تحریک میں وعدہ لکھوا دیا تو یہی چندہ آپ کے لئے لازمی چندہ بن گیا۔ اب ہر وعدہ کنندہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی ادائیگی پورے اہتمام کے ساتھ مرحلہ وار وقت کے اندر کرتے چلے جائیں تاکہ ان کے ذمے بقایا نہ ہونے پائے۔ تیسرا مرحلہ فروری ۱۹۷۷ء میں ختم ہو رہا ہے اس لئے آپ جائزہ لیں کہ آپ صحیح ادائیگی کر رہے ہیں یا نہیں؟ جزاکم اللہ خیراً۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

یو۔ اے۔ ای یونیورسٹی میں آسامیاں

یونائیٹڈ عرب امارات یونیورسٹی جو ستمبر ۱۹۷۷ء سے جاری ہو رہی ہے اس میں مختلف مضامین پڑھانے کے لئے ایسے امیدواروں کی ضرورت ہے جو Doctorate کی قابلیت رکھتے ہوں۔ پروفیسر۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر۔ اسسٹنٹ پروفیسر جنہوں نے عربی، اسلامیات، انگریزی، ہسٹری، جغرافیہ، سوشیالوجی، سائیکولوجی، کیمسٹری، فزکس، ریاضی، جیالوجی، بوٹنی، اکنامکس، زوآلوجی، ایڈمنسٹریشن، فرینچ، قانون، شماریات، اکونٹنسی، پولیٹکل سائنس میں Doctorate کیا ہو۔ نیز کوالیفائڈ لائبریرین جو ایم۔ اے ہوں آخر فروری ۱۹۷۷ء تک منسٹری آف ایجوکیشن کلچرل ڈیپارٹمنٹ P.O. Box 295 ابوظہبی۔ یونائیٹڈ عرب امارات کو درخواستیں بھیجی جا سکتی ہیں۔ عربی بول سکتے ہوں۔ (ناظر تعلیم)

اعلاناتِ نکاح

۱- میرے بیٹے عزیزم ناصر احمد صدیقی کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزی عصمت زوجی بنت چوہدری عبدالکریم صاحب کنجاہ ضلع گجرات مجہ مرچنٹ سرگودھا سے مبلغ چار ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۳۰-۱۲-۷۶ بوقت نماز عصر ۳½ بجے مسجد مبارک میں مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھا۔ احباب سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(حکیم محمد صدیق میانوی (صحابی) محلہ دارالعلوم غربی ربوہ)

۲- ۱۷ر جنوری ۱۹۷۷ء کو بر مکان مکرم میجر بشیر احمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی فاضل نے میری بیٹی عزیزہ عابدہ خانم سلمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح ہمراہ عزیزم قمر اعجاز احمد چیمہ ابن مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب چیمہ ساکن چک 147/R-B تحصیل و ضلع لائلپور سے بعوض مبلغ دس ہزار روپیہ مہر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

(اہلیہ ڈاکٹر کیپٹن عمر الدین صاحب سدھو۔ میڈیکل مشنری۔ لیگوس نائیجیریا)۔

اعلان تعطیل

مسلح افواج کا جو ہفتہ منایا جا رہا ہے اسکے سلسلے میں ۵ر فروری بروز ہفتہ ملک میں تعطیل عام ہے لہٰذا اس روز دفتر الفضل بھی بند رہے گا اور پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین مطلع رہیں۔ (مینجر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴